مکالمہ شیعہ و احمدی

(تبرا کا عدم جواز کتب شیعہ سے)

شیعہ: سنی لوگ سب و تبرا و لعنت سے کیوں گھبراتے ہیں خود خدا بھی قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون۔

احمدی: دیکھئے خدا فرماتا ہے: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۲۱/۱۹ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں تمہارے لئے بہتر نمونہ ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔ وقد کان فی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کاف لک فی الاسوۃ۔ نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر جزو اول صفحہ ۳۱۱ یعنی اے مومن تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نمونہ کافی ہے۔

سنی کتب سے لعنت کی ممانعت

اب دیکھنا چاہیئے کہ اس خاص مسئلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ کیا تھا۔

عن ابی ھریرۃ رض قیل یا رسول اللہ ادع علی المشرکین قال انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمۃ۔ رواہ مسلم فی اخلاقہ۔ مشکوۃ مترجم غزنویہ امرتسر جلد ۲ صفحہ ۲۵۰

یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ان مشرکوں کے حق میں بد دعا کریں تو فرمایا کہ میں خدا کی طرف سے لعنت کرنیوالا مبعوث نہیں ہوا۔ بلکہ میں تو رحمۃ للعالمین ہو کر آیا ہوں۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

پھر آیا ہے۔ لم یکن رسول اللہ فاحشا ولا لعانا ولا سبابا کان یقول عند المعتبۃ مالہ تربت جبینہ۔ رواہ بخاری مشکوۃ مترجم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسی کو فحش کہتے تھے نہ کسی پر لعنت فرماتے تھے۔ نہ سب کہتے۔ بلکہ معمول آپکا یہ تھا کہ جب کسی پر عتاب فرماتے تو یہ کہتے کہ کیا ہوا ہے اسکو اس کی پیشانی خاک آلود ہو جائے اور لیس ایک شیعہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مسلم بخاری کی روایات ہمارے لیئے حجت نہیں ہیں۔ ہماری کتب معتبرۃ

سے حوالہ دینا چاہیئے۔ یہ درست ہے۔ مگر اعتراض کو مکرر بغور دیکھنا چاہیئے۔ دریافت یہ کیا گیا ہے کہ سُنّی کیوں سبّ و تبرا و لعن سے بُرا مانتے ہیں۔ اس لئے اہل سنت کی کتب معتبرہ سے ثابت کرنا مقدم سمجھا کہ ایسا کرنا اسکے نزدیک خلاف سنت نبویؐ ہے۔

شیعہ کتب سے سبّ و لعن کی ممانعت۔

انشاء اللہ اب لیجئے کتب شیعہ سے بھی اس فعل کی مذمت عرض کرتا ہوں۔ خدا شیعہ صاحبان کو عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ شیعوں کے فخر المحدثین اور شیخ الطائفہ محقق ابن بابویہ کی کتاب میں سب کی مذمت میں ایک خاص باب ہے۔ اس میں ایک حدیث ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبّوا السلطان فانہ امین اللہ فی ارضہ ولا تسبّوا الاموات فتؤذوا الاحیاء ولا تسبوا الاموات فتوذوا الاحیاء ولا تسبّوا الاموات فانھم قد افضوا الی ما قدموا۔ جامع الاخبار ب۱۲۵ فی السب۔ یعنے بُرا نہ کہو بادشاہ وقت کو کہ وہ خدا کا امانت دار ہے اسکے ملک میں اور مرے ہوؤں کو بُرا نہ کہو کہ اس سے دوستوں کو ایذا دو گے۔ اور بُرا نہ کہو مُردوں کو کیونکہ انہوں نے اپنے کیفر کردار کو پالیا ہے یہ حکم ممانعت تو ہوا۔ عام لوگوں کے سبّ و لعن و تبرا کے بارہ میں لیکن اہلسنّت جو زیادہ گھبراتے ہیں تو اس لئے کہ شیعہ صحابۂ رسول کو خاص کرکے بُرا بھلا کہتے ہیں ؞

صحابہ کو بُرا کہنا کتب فریقین میں منع ہے۔

حالانکہ اس بارہ میں کتب فریقین میں بکمال صراحت و وضاحت خاص ممانعت ثابت ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل:-

(۱) عن ابی سعید الخدری۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تسبّوا اصحابی فلو انّ احدکم انفق مثل احد ذھبًا ما بلغ مُدّ احدھم ولا نصیفہ۔ بخاری مولوی احمد علی صاحب والی ص۵۱۸ و مسلم نووی ص۳۱۰۔ یعنے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب کو سبّ نہ کرو۔ اگر تم لوگوں میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کردے۔ تو بھی ان کے ایک مُد بلکہ اس کے نصف کے برابر خرچ کے برابر ثواب میں برابر نہیں ہو سکتا ؞

(۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ لا تسبوا اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم فلمقام احدھم ساعۃ خیر امن عمل احدکم عمرہٗ ۔ ابن ماجہ صہ ۲۵۔
یعنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو برا نہ کہو۔ ان کی ایک گھڑی کا ثواب تمہاری عمر کے عمل سے بہتر ہے ؎

(۳) شیعوں کے فخر المحدثین ابوجعفر قمی نے ایک حدیث لکھی ہے۔ وقال من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فقد کفر وفی خبر اٰخر ومن سب اصحابی فاجلدوہ ۔ جامع الاخبار صہ ۲۵ فی السب ۔ یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے جو مجھ کو سب کرے اس کو قتل کردو۔ اور جو میرے احباب کو کرے۔ بتحقیق اس نے کفر کیا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو سب کرے اُسکے کوڑے لگاؤ۔

(۴) شیعہ جن کو جناب علی علیہ السلام کی سیرت پر چلنے کا دعویٰ ہے۔ ان کو معلوم ہو کہ جب لشکر شام سے آنجناب کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ تو بعض جلد باز شیعوں نے اہل شام کو برا بھلا کہنا شروع کردیا۔ لیکن آپ کو اپنے جان نثاروں کا یہ فعل ناگوار ہوا۔ چنانچہ آپ نے ان کو منع فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ انی اکرہ ان تکونوا سبابین الخ نہج البلاغۃ حصہ اول مطبوعہ مصر صہ ۴۴۶ ۔ میں اس امر کو ناپسند رکھتا ہوں کہ تم سب کرنیوالے بنو۔

مذکورہ بالا احادیث سے انشاء اللہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ سب ولعن کرنا قرآن اور سنت رسول و سیرت جناب علیؓ کے سراسر خلاف ہے۔ اور پھر خاص کر صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تو منتج کفر و قابل تعزیر ہے۔ چہ جائیکہ موجب ثواب ہو۔

یلعنھم اللاعنون کے کیا معنے

باقی آپ نے جو آیۂ یلعنھم اللّٰہ و یلعنھم اللاعنون سے لعنت کا جواز نکالا ہے۔ اس کا مطلب بھی آپ نہیں سمجھے۔ میں عرض کردوں کہ جو شخص اپنے اعمال ناسزا سے خدا اور ملائکہ کی لعنت کا مستوجب ہو جاتا ہے۔ اس کی حالت زار کبھی مخفی اور نامعلوم رہ نہیں سکتی۔ بلکہ اس کی خاص علامت خود خداوند کریم نے قرآن میں ہی دوسری جگہ ظاہر فرمادی ہے۔ جیسے کہ فرمایا ومن یلعن اللّٰہ فلن تجد لہ نصیرا۔ پ ۵ ؎

یعنے جس پر خدا لعنت کرتا ہے۔ تو اس کا کوئی مددگار نہیں پائیگا۔ اس ارشاد باری کی تصدیق کے لئے ہمارے پیش نظر یہود مردود کی نظیر موجود ہے۔ جن کی نسبت قرآن مجید کی متعدد آیات میں لعنت کا ذکر آیا ہے۔ اور یہ آیت یلعنہم اللہ و یلعنہم اللاعنون بھی بلحاظ سباق و سیاق اس کے ان ہی کے حق میں وارد ہے۔ دو ہزار برس کی گذشتہ تاریخ شاہد ہے کہ خدائی لعنت ان پر برابر برس رہی ہے۔ اور دنیا کی بے شمار قوموں میں سے کسی نے کبھی ان کی نصرت وحمایت پر آمادگی نہیں دکھلائی۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ واقعی یہ قوم خدا کے نزدیک بھی ملعون ہے۔ یہ تو خدا کی لعنت اور اس کی علامت کا بیان ہے۔ باقی رہا لاعنون۔ سو اس کے معانی ذوات الارض دھوام الارض یعنے حشرات الارض کے ہیں۔ دیکھو تفسیر صافی زیر آیت مذکورہ و کتاب ابن ماجہ باب العقوبات مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۹۳۔ یعنے ایسے ملعونوں پر زمین کے جانور حشرات الارض بھی لعنت کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ خدا کے نبی اور جناب علیؑ کی تو سیرت کا بیان آپنے دیکھ لیا کہ لعنت کرنا ان کی شان سے بعید ہے۔ البتہ حشرات الارض کی سیرت یہ ضرور ثابت ہو گئی ہے۔ اگر شیعوں کو یہ ازبس مرغوب ہے۔ تو مبارک رہے بزرگان دین میں تو اس کو کار ثواب کسی نے نہیں جانا مانا۔

شیعہ:۔ تمام صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبرا اور لعنت کرنے کے تو شیعہ بھی عموماً قائل نہیں۔ لیکن ابوبکر و عمر کے حق میں خاص طور پر ممانعت ثابت کرنا ابھی آپ کے ذمہ ہے۔ اگر یہ بھی ثابت کردیں تو پھر کیا ہی کہنے ہیں ؛

احمدی:۔ جس قدر مینے اعتراض بالا کے جواب میں عرض کردیا ہے۔ سلیم الفطرت ایماندار کے لئے کافی ہے۔ لیکن چونکہ آپ کو جناب شیخین کے بارہ میں خصوصاً اثبات ممانعت تبرا پر اصرار ہے۔ اسواسطے بفضلہ تعالیٰ میں اسکے ثابت کرنے کے لئے بھی حاضر ہوں۔ آگے ماننا نہ ماننا آپکے اختیار میں ہے ؛

ابوبکر و عمر کو سب کرنا مذہب شیعہ میں بھی منع ہے

(۱) قاضی نور اللہ شوستری مذہب شیعہ کی تعریف ارشاد فرماتے ہیں "مفہوم تشیع آنست کہ در صد صحیفہ معلوم شد و سب و لعن درا و معتبر نیست۔ مبگنجد کہ نام خلفائے ثلث

مطلقاً بر زبان شیعہ جاری نشود ولعن ایشاں واجب نیست۔ اگر جاہلاں شیعہ حکم بوجوب لعن کنند سخن ایشاں معتبر نیست۔ (مجالس المؤمنین مجلس اول صفحہ ۴۸)

یعنے شیعہ ہونے کا مطلب وہی ہے۔ جو شروع کتاب میں ظاہر کیا گیا (جناب علی علیہ السلام کو افضل الصحابہ وخلیفہ بلا فصل ماننا) اور سب و لعنت کرنا اس مذہب میں معتبر نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ خلفائے ثلاثہ کا نام بھی شیعہ کی زبان پر آنے نہ پائے۔ اور ان پر لعنت کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر جاہل شیعہ ان پر لعنت کرنے کو واجب قرار دیں۔ تو ان کی بات قابل اعتبار نہیں ہے ٭

رفقاء حضرت علی کے نمائندے کا مذہب دربارہ سب شیخین۔

(۲) جناب علی علیہ السلام نے عبید اللہ ابن ابی عقب کو خوارج کے پاس اتمام حجت کے لئے بطور ایلچی خاص کے روانہ فرمایا۔ ان کے اور حرقوص رئیس خوارج کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے۔ اس کا ملخص شاہ ایران کے وزیر خاص میرزا محمد تقی جس کو بلحاظ کمال فراست وفضل وتبحر علمی کے لسان الملک کا قابل فخر خطاب شاہی دیا گیا تھا اپنی مایۂ ناز تاریخ میں بیان کیا ہے۔ جسکو ناظرین کی دلچسپی کے لئے اصل فارسی عبارت کے ساتھ معہ ترجمہ عرض کرتا ہوں۔ اور جو کہ اس موضوع کی توضیح کے لئے ازبس مفید ہے۔

در ایں وقت حرقوص بسخن آمد وگفت۔ اے پسر ابی عقب من از تو سوالے چند خواہم کرد۔ نہ ازاں جنس کہ ابن وہب کرد بامن بگوئے ترا از جملہ اصحاب رسول خدا تولا بکدام جماعت است؟ گفت تولائے من باولیائے خداوند است۔ مانند ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وعمار یاسر ومقداد اسود وسلمان وابوذر وصہیب وبلال۔ گفت از کدام جماعت تبرا داری؟ عبداللہ ابن ابی عقب گفت من از ہیچ کس تبرا نہ جویم وہمگناں را در شاہراہ شریعت وطریق مستقیم دانم۔ تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم۔ گفت چہ گوئی در حق علی ابوطالب؟ گفت چہ گویم در حق کسے کہ در پیش روئے او جنگ کنم ودر رضائے او ترک جان گویم گفت در حق عثمان وطلحہ وزبیر ومعاویہ وعمرو عاص وابوموسی اشعری وحکمین چہ گوئی؟ گفت عثمان پسر عمہ مصطفی بود۔ و داماد او بود بدو دختر در حق او جزبہ نکوئی

سخن نہ کنم۔ اما طلحہ و زبیر حواری رسولؐ خدا بودند۔ و در حق ایشاں از امیر المومنین علیہ السلام جز سخن نیکو نہ شنیدم و من ہماں گویم کہ امیر المومنین گوید۔ اما معویہ و بکمین کار براں تقریر یافت کہ بروفق کتاب خدائے حکمے براندند و ما خدیعت عمرو بن العاص را بچیزے نہ شمردیم بداں سریم کہ بودیم از پائے نہ خواہیم نشست۔ و از معویہ و آہل شام دست باز نخواہیم داشت بجانب شام کوچ میدہیم و رزم مے زنیم۔ حرقوس گفت تاکنوں نیکو سخن کردی۔ واکنوں بدیں کلمات برخون خویش فتوے ہمیدہی۔ و قتل خویش را واجب سازی زیرا کہ تو آں عیب بجائے جستی۔ کہ پس از مسلمانی کافر شدند۔ عبداللہ بن ابی عقب گفت ترا ابدا انجا علم و دانش نیست کہ از علم امام بے نیاز باشی۔ ناسخ التواریخ مطبوعہ ایران جلد سیم از کتاب دوم صفحہ ۵۸۷

ترجمہ۔ اب حرقوس کی بات کی نوبت آئی۔ اس نے کہا۔ اے ابی عقب کے بیٹے۔ میں تم سے چند سوال کروں گا۔ مگر اس قسم کے نہیں جیسے ابن وہب نے کئے۔ مجھ کو بتلاؤ کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے دوست کن لوگوں کو رکھتے ہو۔ اس نے کہا۔ میری دوستی خدا کے پیاروں کے ساتھ ہے۔ جیسے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و عمارؓ یاسرؓ و مقدادؓ اسود و سلمانؓ و ابو ذرؓ و صہیبؓ و بلالؓ۔ حرقوس نے کہا کہ تبرا کن لوگوں سے ہے۔ عبداللہ بن ابی عقب نے کہا۔ میں کسی سے تبرا یعنی بیزاری نہیں رکھتا۔ اور سب کو صراط المستقیم پر قائم مانتا ہوں (خدا نے فرمایا ہے) یہ لوگ تحقیق گذر گئے۔ اور جیسے عمل کئے۔ ان کی جزا و سزا ان کے ساتھ ہے۔ اور اسی طرح جیسا تم کرو گے ویسا بھرو گے۔ حرقوس نے پھر کہا۔ علی ابن ابو طالب کے حق میں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا میں اس کے حق میں کیا کہوں۔ جس کی طرف سے ہوکر میں جنگ کرتا ہوں۔ اور اس کی رضامندی کی خاطر جان قربان کرنے سے عذر نہیں۔ حرقوس نے کہا کہ عثمان و طلحہ و زبیر و معویہ و عمرو عاص و ابو موسیٰ اشعری اور دو ثالثوں کے حق میں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ عثمانؓ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عمہ کے بیٹے اور دو صاحبزادیوں کے شوہر ہوکر داماد ہیں۔ ان کے حق میں سوا بھلائی کے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ رہے طلحہؓ و زبیرؓ سو وہ رسول خدا کے حواری ہیں۔ اور ان کے حق میں جناب علی علیہ السلام کی زبان مبارک

سے سوائے بھلائی کے میں نے کچھ سنا نہیں۔ اور میں بھی وہی کہتا ہوں جو میرے امیر المومنین سمجھتے ہیں۔ باقی معویہ اور دونوں ثالثوں کی بابت یہ بات ٹھہری تھی کہ کتاب خدا کے مطابق فیصلہ دیں۔ سو فیصلہ ہو گیا۔ اور ہم نے عمرو بن العاص کے مکر و فریب کی کچھ پروا نہیں کی۔ ہم اپنے ارادہ پر بدستور قائم ہیں۔ اس سے باز نہیں آئینگے۔ اور معویہ اور اہل شام سے دست بردار ہونے کے نہیں۔ شام کی طرف ہم کوچ کرینگے۔ اور معرکہ آرائی کرینگے۔ حرقوص نے کہا پیشتر تم نے ٹھیک باتیں کہی تھیں۔ لیکن اب کلمات کو منہ سے نکالکر تم اپنے قتل کا فتوی آپ دینے لگے ہو۔ اور اپنی خونریزی کو واجب کر رہے ہو۔ کیونکہ تم اس جماعت کو بھی دوست رکھتے ہو۔ جو مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی عقب نے کہا۔ تمہارا علم اور سمجھ اس حد تک نہیں ہے۔ کہ امام کے علم سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ فقط میرے خیال میں عبداللہ بن ابی عقب کی مذکورہ بالا گفت گو سے بڑھ کر شیعہ و سنی کے مسائل اختلافی کے بارہ میں شاید ہی کوئی واقعہ یا روایت فیصلہ کن یا تسلی بخش ہوگی۔ بشرطیکہ ہمارے شیعہ معترضین محض زبانی نہیں۔ بلکہ عملاً بھی اپنے ائمہ معصومین کی سیرت پر چلنا گوارا کریں۔ اور خوارج کی طرح ضد پروری اور اپنے مزعومات و قیاسات کو دخل نہ دیں۔ جیسے کہ مضمون روایت سے ظاہر ہے۔ کوئی سمجھدار انسان یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ عبداللہ بن ابی عقب جیسا جان نثار علی اور مومن مخلص ایک ایلچی اور نمائندہ جناب مرتضوی کی حیثیت میں ہو کر خوارج جیسے گروہ کے سامنے جو پہلے شیعیان علی ہی تھے۔ اور یہ سب واقعات جن کے سامنے یا تھوڑا ہی عرصہ قبل ہو چکے تھے۔ اتمام حجت جیسے مہتم بالشان فرض کو ادا کرتے ہوئے رئیس خوارج کے شبہات کی تردید میں علی وجہ البصیرت وہ باتیں پیش کرے۔ جن کے ساتھ اسکے امام ہمام کا اتفاق تام نہ ہو۔ نہیں ہرگز نہیں۔ خود ان جوابات کی معقولیت اس امر کی کافی شہادت ہے۔ کہ وہ کسی معمولی دماغ سے نہیں۔ بلکہ کسی اعلیٰ محقق یا امام حکم و عادل کی تعلیم کا نتیجہ ہیں؛

خلفائے ثلثہ کے متعلق امام حسن کا مذہب

امام حسن علیہ السلام نے بوقت مصالحت امیر معاویہ سے جو عہد نامہ لکھوایا منجملہ دیگر شرائط کے ایک شرط اس میں یہ بھی تھی کہ وہ سیرت

خلفائے راشدین پر عمل کرے۔ اس عہد نامہ اور اس کی شرائط کا ذکر اکثر کتب تواریخ میں مذکور ہے۔ منجملہ شیعوں کے خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی نے بھی اسکو اپنی کتاب جلاء العیون میں امام حسن علیہ السلام کے حالات میں بیان فرمایا ہے۔ اگرچہ اس شرط میں ابوبکر و عمر و عثمان کا نام نہیں لیکن حالات و واقعات زبان حال سے باآواز بلند پکار رہے ہیں کہ اس وقت سوائے ان بزرگان دین کے خلفائے راشدین کا اطلاق کسی دوسرے گروہ پر عائد ہو ہی نہیں سکتا۔ اور تاریخ اسلام میں یہ قابل فخر اور جامع مانع لقب اصطلاحاً نہ صرف زمانہ امام حسن و امیر معاویہ سے پیشتر بلکہ مابعد بھی ان کے لئے ہی مخصوص قرار پا چکا ہے پس جو بزرگ بفضلہ تعالیٰ راشدین میں ہیں وہ کبھی مستحق لعنت و نفرین ارباب بغض و کین نہیں ہو سکتے۔

جناب علی و حسنین نے اپنے جگر گوشوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے۔

(۴) جناب علی علیہ السلام اور حسنین علیہم السلام نے یکے بعد دیگرے اپنے جگر گوشوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:۔

"از امام باقر و صادق روایت کردہ اند کہ مادر عباس و جعفر و عمر و عثمان اولاد امیر المومنین کہ در صحرائے کربلا شہید شدند۔ ام البنین دختر حرام کلابیہ بود۔ و در ابوبکر اختلاف کردہ اند" جلاء العیون مطبوعہ ایران ص ۲۱۳ فہرست شہدائے کربلا

اسی طرح اس فہرست میں عمر بن حسین و ابوبکر و عمر از فرزندان امام حسن کا اندراج ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ زمین کربلا جس کی مٹی خاک شفا ہے۔ اور خاک شفا کی ٹکیہ جو شیعوں کی سجدہ گاہ بنی ہے۔ ابوبکر و عمر و عثمان کے خون کی آمیزش سے وہ بھی خالی نہیں رہی۔ مقام غور ہے۔ وہ انتہا درجہ کا بغض و تحاسد باہمی جو شیعہ حضرات ثلاثہ اور جناب علی علیہ السلام کے متعلق تیرہ سو برس سے بیان کر رہے ہیں۔ بھلا اس کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی عقلمند باور کر سکتا ہے کہ غصب خلافت و فدک و ام کلثوم و غیرہ جیسے دلخراش و جگر دوز واقعات کے دیکھ لینے کے بعد بزرگان آل عبا نے اپنے صاحبزادوں کو پے در پے ایسے معاندین کے ناموں سے موسوم کرنا گوارا فرمایا ہو۔ بلکہ جو دردناک داستانیں مظالم ثلاثہ کی تبرا بازوں

سے سنی جاتی ہیں۔ ان کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیئے کہ بقول فاضل شوستری "نام خلفائے ثلاث مطلقاً بر زبان شیعہ جاری نہ شود" عمر بھر بھولے بھی ان کا نام نہ لیا جاتا۔ چہ جائیکہ ایک نہیں دو نہیں۔ تینوں ائمہ معصومین اہل بیت تینوں دشمنان دین و غاصبان حقوق کے ناموں سے اپنی اولاد کو نامزد کر کے ان کی ناموری اور رونق افزائی میں حصہ لیتے ہیں۔ اور دمبدم ان سب کے ذکر خیر کو آن [illegible] ایسا امر تو ایک جاہل سے جاہل انسان سے بھی سرزد ہونا محال و ناممکن ہے۔ چہ جائیکہ باب مدینۃ العلم اور رسول پاک کے نواسوں سے ظہور پذیر ہو۔ جو دوست دشمن کی نگاہ میں مورد ہزاراں ہزار استعجاب، بلکہ استہزا کا موجب ہے۔ اولیاء اللہ کے سوانح زندگی کو بغور مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ وہ اپنی اولاد کے نام عوام الناس کی طرح بلا سوچے سمجھے نہیں رکھ لیتے۔ بلکہ خاص احتیاط برتتے ہیں۔ آیۃ یا اخت ھارون کی تفسیر میں تفسیر صافی۔ اور اسی طرح صحاح ستہ اہلسنت میں وارد ہے۔ کہ بنی اسرائیل اپنے انبیاء و صلحاء کے ناموں پر نام رکھنا مبارک جانتے تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خداوند تعالیٰ کو عبد اللہ و عبد الرحمن کے نام پسندیدہ ہیں۔ اسی طرح بارہ اماموں میں بھی محمدؐ و علیؑ کے نام زیادہ تر رکھے گئے۔ اس بنا پر جناب علیؑ اور حضرت حسینؑ کا یہ اسمائے خلفائے راشدین تجویز کرنا خاص قابل غور ہے۔ شیعوں کے ہمسایہ اور ان کی سوسائٹی میں آمد و رفت رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ یہ لوگ گدھوں، کتوں یا جب کبھی کسی پر بہت غضبناک ہوتے ہیں تو عمر کر کے پکارتے ہیں۔ چہ جائیکہ اپنے بچوں کے نام بتقلید جناب علی و حسنین علیہم السلام ابوبکر و عمر و عثمان رکھیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان حضرات میں اپنے نام لیواؤں کے برابر بھی دینی غیرت و جوش حمیت نہ تھا؟ یا کیا پیروی ائمہ اطہار کا یہی تقاضا ہے کہ جن بزرگواروں کو وہ اس قدر عزیز رکھیں کہ بطور تفاول اپنی اولاد کو ان کے ناموں سے موسوم کریں۔ تم لوگ پانی پی پی کر شب و روز ان کو کوسو۔ اور ان پر لعنت کرنا داخل عبادت سمجھو۔ اور ان پر تبرا کرنے کے بغیر تمہارے اصول دین کی تکمیل ہی نہ ہو۔ افسوس ہزار افسوس!

حضرت زید شہید کا تبرا سے انکار

حضرت زید شہید جو امام زین العابدین علیہ السلام کے صاحبزادے

اور شیعہ زیدیہ کے پیشوا اور امام ہیں۔ اُن کی نسبت مذکور ہے کہ جب بنی اُمیہ کے خلاف خروج فرمایا۔ تو جیسے کہ فاضل شوستری نے لکھا ہے۔ چالیس ہزار شیعوں نے بیعت کر کے ان کی امداد و نصرت کا عہد کر لیا تھا۔ مجالس المومنین صفحہ ۳۰۴۔ لیکن قبل از جنگ اُن سے استدعا کی کہ شیخین رضی اللہ عنہما سے تبرّا کریں۔ مگر آپ نے بکمال جوانمردی اس فعل بد سے صاف انکار فرمایا۔ اور ایسے نازک وقت میں اس قدر جم غفیر اور تعداد کثیر کے علیحدہ ہو جانے کی آپ کو ذرا پروا نہیں ہوئی۔ تاریخ اسلام میں زید شہید کے حالات اور لفظ رفض اور رافضی کی وجہ تسمیہ اور تشریح میں تمام کتب لغت عربیہ میں یہ واقعہ موجود ہے۔ مثال کے طور پر ذیل میں دو حوالے عرض کر دیتا ہوں:۔

روافض:۔ لشکرے کہ سردار خود را بگذارند۔ و رافضہ گروہے ازاں و فرقہ از شیعہ کہ بہ زید بن علیؓ بیعت کردند۔ **بعدازاں گفتند کہ از شیخینؓ تبرّا کن تا با تو ہمراہی کنم۔ زیدؓ ابا نمود و گفت چگونہ تبرّا کنم ازیشاں کہ وزیر و معاون جدّ من بودند۔** پس ایشاں او را رفض کردند۔ و گذاشتند تا آنکہ عم حجاج ایشاں را شہید کرد۔ منتخب اللغات صفحہ ۱۹۰ زیر لفظ روافض:۔

یعنی روافض اس لشکر کو کہتے ہیں جو اپنے سردار کو بائیکاٹ کر دے۔ اور رافضہ سے اسی کا ایک گروہ مراد اور شیعوں کا ایک فرقہ ہے۔ جنھوں نے زید بن علیؓ سے بیعت کی تھی پھر اُن سے کہا کہ شیخین سے تبرّا کرو۔ پھر ہم آپ کا ساتھ دینگے۔ زید نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا اُن لوگوں سے کس طرح تبرّا کروں۔ جو میرے جدّ بزرگوار (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وزیر اور مددگار تھے۔ پس اُنھوں نے آپ کو ترک کر دیا اور (بیکس) چھوڑ دیا۔ آخر کار حجاج کے چچا نے آپ کو شہید کیا۔ شیعوں کی معتبر ترین کتاب جو مجمع البحار کی طرح حدیث شیعہ کی لغت ہے۔ اسمیں لکھا ہے:۔

فی الحدیث ذکر الرافضة والروافض وھم فرقة من الشیعة رفضوا ای ترکوا زید بن علی حین نھاھم عن الطعن فی الصحابة فلما عرفوا مقاله وانه لا یبری من الشیخین رفضوا ثم استعمل ھذا اللقب فی کل من غلا فی ھذا المذھب و

اجازۃ الطعن فی الصحابۃ ۔ مجمع البحرین و مطلع النیرین مطبوعہ طہران صہ ۳۵۲ ۔ زیر لفظ رفض

یعنے حدیث میں رافضہ اور روافض کا ذکر آیا ہے ۔ اور وہ شیعہ میں سے ایک گروہ ہے جنھوں نے زید بن علی سے رفض کیا ۔ یعنی چھوڑ دیا تھا ۔ جب کہ آپ نے ان کو صحابہؓ کی شان میں طعن کرنے سے روکا تھا ۔ جب ان کو یہ امر معلوم ہو گیا ۔ اور یہ کہ وہ شیخین سے تبرّا نہیں کرتے تو ان کا ساتھ چھوڑ دیا ۔ جب سے یہ لقب ہر ایک شخص کے لئے مستعمل ہونے لگ گیا ۔ جو اس بارہ میں غلو کرتا اور صحابہ کے حق میں طعن کرنے کو جائز قرار دیتا ۔

شیعہ وسنی میں زیادہ وجہ نزاع یہی صحابہ کے حق میں برا بھلا کہنا ہے ۔ ورنہ محبت اہل بیت سے کوئی فریق روگرداں نہیں ہے ۔ اب یہ امر کہ کون فریق حق پر ہے اور کون ناحق پر قرآن و حدیث و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بے شمار تائیدی دلائل کے علاوہ خود بزرگان اہلبیت میں سے حضرت زید شہید کا معتقد فضیلت شیخین ہونا ۔ فرقہ حقہ اہلسنت والجماعت کے حق بجانب ہونے کا ایک بین ثبوت ہے ۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است

چھٹی شہادت

فاضل شوستری فرماتے ہیں :۔ وہم چنیں معتزلہ بلکہ اکثر فرق شیعہ زیدیہ خلفائے ثلاث را دشمن نمے دارند ۔ مجالس المومنین مجلس ششم صہ ۲۹۶

یعنے اسی طرح معتزلہ بلکہ شیعہ زیدیہ کے اکثر فرقے خلفائے ثلاثہ کو دشمن نہیں رکھتے

ساتویں شہادت

ملا عبد الرزاق لاہجی مصنف گوہر مراد شیعوں میں ایک محقق اور فلاسفر فاضل ہو گذرے ہیں ۔ ان کی نسبت زمانہ حال کے ایک بہت بڑے دقیق النظر شیعہ مصنف نے لکھا ہے ۔ یوجد فی کلماتہ من مدیح الخلفاء و تعظیمھم ۔ دیکھو کتاب روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات مطبوعہ ایران صہ ۳۵۳ یعنے محقق مذکور کی تصانیف میں خلفاء کی تعریف و تعظیم پائی جاتی ہے ۔

آٹھویں شہادت

شیخ جمال الدین حسن بن المطہر الحلی کی بابت بھی جن کی تصانیف میں سے کتاب منہاج الکرامہ ہے ۔ اور جس کے جواب باصواب میں محقق ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مستطاب منہاج السنۃ لکھی ہے ۔ فاضل شوستری نے تحریر فرمایا ہے ۔ و شیخ جمال الدین ہرگز بر طریق تعصب بحث نہ کردے و در تعظیم و توقیر

صحابہ مبالغہ نمودے۔ واگر کسے در حق صحابہ کلمہ بد گفتے۔ منع تمام فرمودے در نجش کردے وسلطان (خدابندہ الملقب بالجایتو) را بر محبت صحابہ و تعظیم ایشاں تحریص فرمودے۔

مجالس المومنین مجلس ہشتم صہ ۴۰۳

یعنے شیخ جمال الدین کبھی متعصبانہ طریق پر بحث نہ فرماتے تھے۔ اور صحابہ کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتے۔ اور اگر کوئی شخص صحابہ کے حق میں بُرا کلمہ کہتا تو سرزنش فرماتے۔ اور رنجیدہ ہو جاتے۔ اور سلطان کو صحابہؓ کی محبت و ان کی تعظیم کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

نویں شہادت

سید مرتضیٰ ملقب بہ علم الہدیٰ اور سید الشریف الرضی آپس میں سگے بھائی تھے۔ دونوں بھائی کمال علم و فضل میں بے نظیر ہونے کے علاوہ شیعہ مذہب کے بڑے حامی گذرے ہیں۔ سید مرتضیٰ کی نسبت صاحب کتاب روضات الجنات نے بحوالہ ابن خلکان ابن برہان نحوی کی زبانی ایک عبرتناک حکایت لکھی ہے۔ نحوی مذکور کہتا ہے کہ میںنے سید مرتضیٰ کو ایک دیوار کے پیچھے سُنا۔

یعاتب نفسہ و یقول ابی بکر و عمر ولیا فعدلا واسترحما فرحما افانا اقول ارتدا بعد ان اسلما الخ روضات الجنات صہ ۳۸۷

کہ اپنے نفس کو ملامت کر رہے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ خلیفہ بنے۔ اور دونوں نے عدل کیا۔ اور رحم کیا مظلوموں پر۔ کیا ایسوں کے لئے مجھ کو یہ کہنے کا حق ہو سکتا ہے کہ پہلے وہ مسلمان ہوئے۔ اور بعد اس کے مرتد ہو گئے؟ پھر ابن برہان کہتے ہیں کہ میں اُٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکل آیا۔ ابھی دروازہ کی چوکھٹ تک نہیں پہونچا تھا۔ کہ میںنے ایک چیخ کی آواز سُنی۔ اور ابن برہان اُسوقت انکے پاس گئے تھے۔ جب وہ مرض الموت میں مُبتلا تھے۔

دسویں شہادت امام جعفرؒ کی

شیعہ اپنے آپ کو جعفری کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیرو ہیں۔ ذیل میں امام موصوف کی ایک حدیث مبسوط جو اس موضوع پر برہان قاطع کا حکم رکھتی ہے۔ عرض کی جاتی ہے۔ جسمیں بالعموم صحابہ کی شان میں ہمیشہ حسن ظن رکھنے کی ہدایت ہے۔ چہ جائیکہ کوئی گستاخی یا بے ادبی لفظ زبان سے نکالنا داخل ثواب سمجھا جاوے۔ اور جو لوگ صحابہ کے خلاف

باتیں کہتے سنتے ہیں۔ ان کو اہل بدعت کہا گیا ہے۔ اور ان کی مجالس سے بچنے کا ارشاد ہے اگرچہ اس میں ابوبکر و عمر کا نام مذکور نہیں۔ تاہم چونکہ بالعموم جملہ صحابہ رسُول کے حق میں حسن ظن رکھنے کی تاکید ہے۔ اور تمام صحابہ میں سے عموماً ان ہی حضرات کو نشانہ مطاعن و سبّ و لعن بنایا جاتا ہے۔ اسواسطے ہم اس حدیث سے ان کے حق میں ممانعت سبّ و لعن و تبرا کا استدلال خصوصاً کر سکتے ہیں۔ اور بوجہ اولیٰ کر سکتے ہیں۔ حدیث مذکور یہ ہے:۔

قال الصادق علیہ السلام لا تدع الیقین بالشک والمکشوف بالخفی ولا تحکم علی مالم تره بما تروی عنه قد عظم الله عزوجل امر الغیبة وسوء الظن باخوانک من المؤمنین فکیف الجرأة علی اطلاق قوله واعتقاد زور و بهتان فی اصحٰب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله عزوجل اذ تلقونه بالسنتکم وتقولون بافواهکم مالیس لکم به علم وتحسبونه هینًا وهو عند الله عظیم ومادمت تجد الی تحسین القول والفعل فی غیبتک وحضرتک سبیلا فلا تتخذ غیره قال الله تعالیٰ و قولوا للناس حسنًا واعلم ان الله تعالیٰ اختار لنبیه من اصحابه طائفة اکرمهم باجل الکرامة وحلاهم بحلیة التائید والنصر والاستقامة لصحبته علی المحبوب والمکروه وانطق لسان نبیه محمد صلی الله علیه وسلم بفضائلهم ومناقبهم و کراماتهم واعتقد محبتهم واذکر فضلهم واحذر مجالسة اهل البدع فانها تنبت فی القلب کفرًا وضلالًا وان اشتبه علیک فضیلة بعضهم فکلهم الی عالم الغیب وقل اللهم انی محب لمن احببته انت ورسولك ومبغض لمن ابغضته انت ورسولك فانه لم یکلفك فوق ذالك ۔ کتاب مصباح الشریعة باب السبعون فی معرفة الصحابة مطبوعہ ایران

ترجمہ:۔ فرمایا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے نہ چھوڑ یقین کو بباعث شک کے۔ اور کھلی بات کو بباعث کسی مخفی امر کے۔ اور جس چیز کو تو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے محض اس کی بابت سُنی سنائی بات پر فیصلہ نہ دے۔ اور بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے بہت بُرا بتلایا ہے۔ غیبت کو۔ اور بدگمانی مومن بھائیوں کے معاملات میں۔ پس اصحاب رسُول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بارہ میں بے ساختہ بکواس اور جھوٹے بہتان پر مبنی اعتقادات کی جرأت کیسی؟

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب تم اس کو زبان پر لاتے۔ اور منہ سے کہتے اس بات کو جس کا تم کو علم نہیں۔ اور اس کو ایک معمولی بات جانتے۔ حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے (یہ آیت سورہ نور کی اُن آیات میں سے ہے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان باندھنے والوں کی سرزنش میں نازل ہوئی تھیں) جو قول یا فعل تیرے سامنے سرزد ہو یا تیرے پیچھے۔ جہاں تک اس کی تحسین کی صورت ممکن ہو اُسے ملحوظ رکھ۔ اور اسکے سوا مذمت کا خیال نہ کر۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں سے اچھی بات کہو۔ اور جان تو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک گروہ کو پسندیدہ فرما کر ان کو اعلیٰ درجہ کی بزرگی سے ممتاز کیا ہے۔ اور ان کو رسُول کی معیت میں راحت و رنج کے وقت استقامت و نُصرت و تائید کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور اپنے پیارے نبی محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کی زبان مبارک سے ان کے فضائل و مناقب و کرامات بیان کرائے۔ پس تم بھی ان کو محبوب رکھو۔ اور ان کی بزرگی کا چرچا کرو۔ اور اہل بدعت کی مجالس سے پرہیز رکھو۔ کیونکہ وہ دل میں کفر اور گمراہی کو پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر کسی صحابی کی فضیلت پر تم کو شبہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کو عالم الغیب کے سپرد کر دے۔ اور کہہ تو یہ کہ اے اللہ میں دوست رکھتا ہوں اس کو جس کو تو اور تیرا رسُول دوست رکھتے ہیں۔ اور دشمن رکھتا ہوں۔ اس کو جس کو تو اور تیرا رسُول دشمن رکھتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ کے لئے وہ مجھ کو مکلف نہیں کریگا ؎

گیارھویں شہادت

ایک صالحہ عورت ام خالد کا ذکر ہے۔ جسکے یوسف بن عمر نے ہاتھ کاٹ دیئے تھے۔ یہی یوسف بن عمر ہے۔ جس نے حضرت زید شہید کو قتل کیا تھا۔ اس کی نسبت کشی نے لکھا ہے۔ جو شیعوں میں نہایت معتبر ہے۔ ھی امراۃ صالحۃ علی التشیع وکانت مائلۃ الی زید بن علی۔ کہ وہ نیکوکار عورت شیعہ مذہب تھی۔ اور زید بن علی کی طرف مائل تھی۔ اس کی نسبت ابی بصیر سے مروی ہے کہ وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آئی۔ تو راوی کہتا ہے کہ امام نے مجھ کو فرمایا کیا تم اُم خالد کی باتیں سُنکر خوش ہو گے۔ اس نے عرض کیا کہ ہاں۔ امام نے فرمایا کہ نزدیک ہو جاؤ۔ مجھے امام نے ایک بوریا پر بٹھا دیا ؎

ثم دخلت فتکلمت فاذا امراۃ بلیغۃ فسالتہ عن فلان و فلان فقال لھما تولیھما فقالت فاقول لربی اذا لقیتہ انک امرتنی بولایتھما قال نعم۔ (دیکھو کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۵۷ ترجمہ ام خالد) یعنے پس وہ داخل ہوئی اور باتیں کیں جس سے اس کا فصیحہ بلیغہ عورت ہونا ثابت ہوتا تھا۔ پس اس نے ابوبکر و عمر کے بارہ میں سوال کیا۔ تو امام نے فرمایا کہ ان دونوں سے محبت رکھا کر۔ اس نے عرض کیا کہ میں پھر اپنے پروردگار سے قیامت کے دن کہدونگی۔ کہ آپنے ہی مجھ کو ان دونوں کی دوستی کا حکم فرمایا تھا۔ امام نے فرمایا کہ ہاں (بیشک)

بارھویں شہادت

یہ تو اگلے وقتوں کی باتیں ہیں۔ ایک میں اپنے وقت کی سرگذشت و شہادت چشم دید عرض کرتا ہوں کہ جناب سفیر صاحب کابل کے بعض کاموں کی انجام دہی کے لئے مجھ کو بارہا کلکتہ جانے اور وہاں کئی کئی مہینے قیام پذیر ہونے کا اتفاق ہوتا رہا ہے۔ تحقیق مسائل شیعہ و سنی کے لئے میں اکثر جناب شیخ محمود صاحب گیلانی مجتہد شیعہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اب وہ فوت ہو گئے ہیں۔ ان کا خدا شاہد ہے اور دیکھتا ہے۔ انشاء اللہ میں کوئی جھوٹ بات ان کی طرف منسوب کر کے اپنا ایمان خراب نہ کروں گا۔ آپ کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیعہ مذہب میں تبرا ہرگز جائز نہیں ہے اور یہ امر ناحق سنی و شیعہ میں نفاق و منافرت کا باعث بنا ہوا ہے۔ اور اسپر ایک اپنا واقعہ سنایا کرتے تھے۔ کہ بمبئی میں ایک مسجد میں شیعہ طریق پر نماز پڑھ رہا تھا۔ مسجد اہلسنت کی تھی۔ وہ مجھ کو دیکھتے ہی بپکے اور مارنے پیٹنے پر آمادہ ہو گئے۔ میں بہت حیران تھا۔ آخر بعد فراغت نماز دریافت کیا کہ آخر اسقدر غصہ و غضب کس بناء پر ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ شیعہ ہو۔ اور صحابہ رسول کو تبرا کہتے ہو۔ اسواسطے ہم تم کو اپنی مسجد نماز نہیں پڑھنے دینگے جسپر میں نے انکو اصل حقیقت سے آگاہ کیا کہ یہ جاہل شیعوں کا کام ہے۔ اور دراصل مذہب شیعہ میں تبرا کرنے کا کہیں حکم نہیں ہے۔ غرض بڑی مشکلوں سے ان کی تشفی کرائی۔ اور انکو راضی کر کے پیچھا چھڑایا ؛

پھر فرمایا کرتے تھے کہ ہندوستان میں علمائے دہلی و لکھنو نے جمعیت اسلام پر بڑا غضب ڈھایا ہے۔ اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں مباحثات کو اسقدر طول دیا ہے۔ کہ پناہ بخدا

افسوس اِن باتوں نے فریقین کے دلوں میں وہ آتش فتنہ و فساد بھڑکا دی۔ ہے کہ کبھی بجھنے کی امید نہیں۔ پھر مینے جب پہلی دفعہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ جو منجملہ اصول اربعہ شیعہ کے ہے دیکھا کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ فضول اذان میں داخل نہیں۔ بلکہ اہل بدعت نے اس کو داخل کر لیا ہے۔ اور ان سے ذکر کیا تو فرمایا کہ دیکھو میں کئی دفعہ ان شیعوں کو اس سے منع کرتا ہوں۔ کیونکہ اس طرح کی اذان سے امت میں فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے مگر میری نہیں مانتے۔ خلفائے راشدین کے حق میں انکی رائے تھی۔ کہ بے شک وہ محافظ بیضۂ اسلام تھے۔ جناب علی علیہ السلام کی خلافت روحانی تھی۔ جسکو نہ کسی نے غصب کیا نہ کر سکتا تھا۔ وہ آپسمیں مل جل کر کام کرتے تھے۔ جسطرح جناب علی علیہ السلام کے مفید مشوروں سے وہ مستغنی نہ تھے۔ جناب بھی بکمال خورسندی خاطر انکے مددگار و معاون و زور و بازو تھے باہمی کوئی پرخاش و تباغض نہ تہا۔ اگر تھا بھی تو فوری جو رفت گذشت ہو گیا۔ ازواج مطہرات کے حق میں کوئی کلمہ بے ادبی کا منہ سے نکالنا گناہ جانتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علو شان کے ضمن میں سب سے پہلے مینے ان ہی کی زبان سے بحوالہ نہج البلاغۃ سنا تہا کہ جناب علی علیہ السلام نے بعد از واقعہ جمل فرمایا کہ ولہا حرمتہا الاولی کہ ابھی ہم ان کی حرمت ویسی ہی ہے جیسے کہ قبل اس کے تھی ؂

یہ بارہ ۱۲ دلائل یعنی بارہ اماموں کے شیعوں کے لیے جمع کر دیئے ہیں۔ خدا کرے وہ تعصب کی عینک کو اتار بغور و خوض تمام ان کو مطالعہ فرمائیں اور ہدایت پائیں۔ میرے پیارے دوستو! اہلبیت نبوی کے مذہب اور سیرۃ کو تازہ رکھو۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ لیکن رافضی نہ ہو۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا مت کہو۔ یہی ایک بات ہے جس نے تمہارے مذہب کی ترقی کو ہمیشہ سے روک رکھا ہے۔ اور سب کی نظر میں تم حقیر بن گئے ہو۔ اصل شیعہ مذہب کا کوئی مخالف ہنیں نبیؐ و علیؑ کا کوئی دشمن نہیں۔ حسنین کا کوئی بدخواہ ہنیں۔ بارہ اماموں سے کسی کو کد نہیں ہے بانی فساد صرف عقیدہ رفض اور تبرا ہے جو تم لوگوں نے بارہ اماموں سے نہیں بلکہ رافضیوں سے لیکر اپنے عقاید میں داخل کر لیا۔ اسلام نے بہت مصائب اٹھائے۔ مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب۔ آو اب تو باز آجاؤ۔ اور اس مایۂ فتنہ و فساد اعتقاد سے تبرا کرو۔ والسلام

(خادم حسین)